تحقیقی مجلہ ”تصدیق“، شعبہ اردو، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد

جلد 02 شمارہ 04، 2022

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

زیب النساء

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

ڈاکٹر ظفر حسین ہرل

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

Zaib-un-Nisa **Email:** zafarharral@yahoo.com
Ph.D. Scholar, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad
Dr. Zafar Hussain Harral **Email:** zafarharral@yahoo.com
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad.

”تذکرہ ہزار داستان“ معروف بہ ”خم خانۂ جاوید“ از لالہ سری رام کا جائزہ

AN ANALYSIS OF *TAZKARA HAZAR DASTAAN* KNOWN AS *KHUMKNANAE JAVEED* BY LALA SRI RAM

DOI: https://doi.org/10.56276/tasdiq.v4i02.124

ABSTRACT

Tazkara is a type of biography in Urdu literature. In Tazkara the researcher compiles the data and events of the lives of poets and other literary personalities. *Tazkara Hazar Dastaan* known as *Khumkhanae Javeed was* gathered by Lala Sri Ram. This biography consists of Six volumes. There are 689 pages in Volume 1 and a list of 634 poets according to the Urdu alphabet ا تا ب by poetic names included in it. Volume 2 consists of 751 pages with a list of 485 poets by poetic names according to پ تا ح. Volume 3 consists of 737 pages with a list of 534 poets by poetic names according to خ تا ز. Volume 4 consists of 628 pages with a list of 421 poets by poetic names according to س تا ش. Volume 5 consists of 616 pages with a list of 647 poets by poetic names according to ش تا ع. Volume 6 consists of 556 pages with a list of 458 poets by poetic names according to ع تا ے. There are 3977 pages and 3179 poets in all volumes. It is a remarkable work. In this article, this biography is critically analyzed.

KEYWORDS
Analysis, Tazkara, Hazar Dastaan, Khumknanae Javeed, Lala Sri Ram, Classics, Delhi, Lucknow, Pundit Burjmohan Kaifi, Biography, Muqtadra Qaumi Zaban

Received: 13-Dec-22
Accepted: 20-Dec-22
Online: 30-Dec-22

”تذکرہ ہزار داستان“ معروف بہ ”خم خانہ جاوید“ چھ جلدوں کو محیط کے مصنف و مؤلف مشہور و معروف محقق و ناقد لالہ سری رام تاریخ ادبیات اردو میں نمایاں اور منفرد مقام و مرتبہ کے حامل ہیں۔ مصنف مذکور تذکرہ کو نادر، نایاب اور نامکمل ہونے کے باوجود اردو شعرا کا سب سے ضخیم تذکرہ ہونے کا فخر حاصل ہے۔ لالہ سری رام کا تعارف و خدمات پیش نظر تذکرہ میں یوں بیان ہیں:

شعرائے اردو کے مشہور تذکرے "خم خانہ جاوید" کے مؤلف لالہ سری رام کا سلسلہ نصب راجا ٹوڈر مل تک پہنچتا ہے۔ وہ ۴ دسمبر ۱۸۷۵ء کو دہلی میں پیدا ہوئے، ان کے والد رائے مدن گوپال بہادر ایم۔اے بار ایٹ لاء کا شمار دہلی اور لاہور صف اول کے قانون دانوں میں ہوتا تھا۔ لالہ مدن گوپال کے بڑے بھائی ماسٹر پیارے لال نے دہلی میں جدید طرز کی لٹریری سوسائٹی کی بنیاد رکھی تھی اور پنجاب میں اردو زبان کی اشاعت میں ان کی خدمات نمایاں ہیں۔ لالہ سری رام نے پہلے دہلی اور پھر لاہور میں تعلیم کی تکمیل کی اور ۱۸۹۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے انگریزی کے امتحان میں کامیاب ہوئے، بعد ازاں منصف کے عہدے پر فائز ہوئے، لالہ سری رام کو اردو شعر و ادب سے والہانہ محبت تھی، وہ خود تو شاعر نہ تھے لیکن شعر فہمی اور شعر شناسی میں ان کا پایہ بہت بلند تھا، وسیع المطالعہ شخص تھے۔ مال و دولت کی کمی نہ تھی، چنانچہ جب ادبی دلچسپیوں میں منصبی مصروفیات کو خارج ہوتے دیکھا تو ۱۹۰۴ء میں ملازمت سے مستعفی ہوگئے۔ ان کے مضامین "مخزن" اور زمانہ کے ابتدائی دور کے پرچوں میں شائع ہوا کرتے تھے۔ ان کی مساعی سے بعض کتابیں بھی شائع ہوئیں جن میں "دیوان انور"، "مہتاب داغ" اور "ضمیمہ داغ" قابل ذکر ہیں۔ انھوں نے مرزا محمد تقی بیگ مائل کا دیوان بھی مرتب کیا تھا۔ منشی بہاری لال مشتاق کا کلیات شائع کرنا چاہتے تھے کہ مرض الموت میں مبتلا ہوگئے۔ آخر طویل علالت کے بعد ۲۵ مارچ ۱۹۳۰ء کو ان کا انتقال ہوگیا۔[۱]

بیسویں صدی میں شعرائے اردو کے جو تذکرے مرتب اور شائع ہوئے ان میں تذکرہ ہزار داستان معروف بہ "خم خانۂ جاوید" کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس تذکرہ کی ابتدائی چار جلدیں مؤلف تذکرہ لالہ سری رام کی حیات میں اور پانچویں ان کے انتقال کے تقریباً دس برس بعد پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ مذکور تذکرے کی بابت گیان چند جین کا خیال ہے:

> "قدیم تذکروں میں سب سے ضخیم خوب چند ذکا "عیار الشعرا" ہے اس کے بعد "عمدہ منتخبہ" تیسرا ضخیم تذکرہ قاسم کا "مجموعۂ نغز" ہے ہمارا جدید تذکرہ بزرگ "خم خانہ جاوید" ان ہی تذکروں کا ایک عطر مجموعہ ہے اور اس سے نا آسودگی کی کوئی وجہ نہیں۔"[۲]

تذکرہ ہزار داستان یعنی "خم خانہ جاوید" اصلاً تاریخی نام ہے۔ جس سے ۱۳۲۵ھ بمطابق ۱۹۰۸ء بر آمد ہوتا ہے۔ مرتب تذکرہ خورشید احمد خان یوسفی اس سلسلے میں بیان کرتے ہیں:

> "خم خانہ جاوید" جو غالباً "آبِ حیات" کے انداز پر رکھا گیا ہے تاریخی نام ہے اور اس پر ۱۳۲۵ سنہ ہجری درج کیا گیا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ از روئے اعداد اس کا نام محض ۱۳۲۰ء بر آمد ہوتے ہیں۔"[۳]

لہٰذا مذکور تذکرہ کی ترتیب و تصنیف کا آغاز ۱۸۹۱ء میں کیا گیا، اس کے سترہ سال بعد پہلی جلد ۶۸۹ صفحات پر مشتمل مخزن پریس دہلی سے طبع ہو کر ۱۹۰۸ء میں لاہور سے شائع ہوئی، سرورق کی اصل عبارت اس طرح ہے:

ہزار شکر اس ناظم کون و مکاں کا کہ زبان اردو کے شعرائے ماضی و حال کا یہ مکمل تذکرہ موسوم متذکرہ ہزار داستان جس کا

تاریخی نام "خم خانہ جاوید" ۱۳۲۵ھ قرار پایا جاتا ہے اور جو لالہ سری رام خلف الصدق عالی جناب آنریبل رائے بہادر مدن گوپال صاحب بیرسٹر گباشی رئیس دہلی ولاہور کی لگاتار ۳۵ برس کی محنت، تلاش اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ مطبع نول کشور واقع لاہور میں ۱۹۰۰ء میں چھپ کر شائع ہوا۔ سرورق بہ اہتمام شیخ محمد اکرام مخزن پریس دہلی میں چھپا، انتساب، نواب میر محبوب علی خاں والی دکن کے نام کیا گیا۔

بعد ازاں فاضل تذکرہ نگار کی دو تصاویر ہیں، (ص:۱ تا ۱۲) مؤلف کا دیباچہ ہے۔ اس پر پندرہ مارچ ۱۹۰۸ء کی تاریخ درج ہے۔ دیباچے کے بعد صفحات کے نمبر شمار نئے سرے سے دیے گئے ہیں۔ اس جلد میں ابتدا شاعر مرزا مہدی حسن خاں آباد لکھنوی اور اختتام لالہ گردیال بے ہوش وکیل عدالت لکھنو پر ہوتا ہے۔ بعد ازاں چھ صفحات پر "صحت نامہ" ہے ۱۷ صفحات فہرست ۶۳۴ شعرا بہ لحاظ حروف تہجی الف اور ب سے شروع ہونے والے متخلص کے لیے وقف کیے گئے ہیں۔ اس فہرست کے بعد (ص:۱ تا ۸۷) تقاریظ وقطعات تاریخ تذکرہ "خم خانہ جاوید" درج ہے۔ تقریظ اول مولانا سید ظہیر الدین حسین دہلوی شاگرد ذوق کی ہے۔ آخری تقریظ حکیم رضی الدین احمد خاں کی ہے۔ اس کے علاوہ تقریظ نگاروں میں حکیم اجمل خان، پیرزادہ محمد حسین جج اور پنڈت کیفی دتاتریہ کے نام بھی شامل ہیں۔

"خم خانۂ جاوید" جلد دوم ضخامت کے اعتبار سے ۷۵۱ صفحات پر مشتمل امپیریل بک ڈپو پریس دہلی سے ۱۹۱۱ء میں شائع ہوئی۔ اس جلد (ص:۱ تا ۵۶۴) پر شعرا کی ابتدا طالب علی پابند سے اور اختتام منشی عبد الغفور حیفی پر ہوتا ہے۔ بعد ازاں جلد اول کی طرح صفحات کے نمبر از سر نو دیئے گئے ہیں۔ ۱۳ صفحات پر فہرست ۴۸۵ اسمائے شعرا بہ لحاظ حروف تہجی متخلص (پ) سے (ح) تک کا اندراج ہے اور ۴۷ صفحات تقاریظ پر مشتمل ہیں۔ پہلی تقریظ مولانا حالی کی اور آخری خواجہ عبد الحمید خاں دہلوی کی ہے۔

"خم خانۂ جاوید" جلد سوم ضخامت کے اعتبار سے ۷۳۷ صفحات پر مشتمل دہلی پرنٹنگ پریس ورکس سے ۱۹۱۷ء میں شائع ہوئی۔ اس میں (خ) سے (ز) تک متخلص ۵۳۴ شعرا شامل تذکرہ ہیں اور شعرا کے تراجم کی ابتدا شیخ خادم علی خاں سے اور اختتام مولانا قلندر بخش زیرک پر ہوتا ہے۔ اس جلد میں ایک ضمیمہ بھی ہے، مؤلف تذکرہ اس ضمیمہ خاطر، خرد، خلش، خلیل، خورشید اور مولانا فیض الحسن خیال کے احوال کو درج کیا ہے۔ اس کے بعد (ص ۱ تا ۱۷) میں متعدد نامور شعرا اور ادباء کی تقریظیں ہیں۔

"خم خانۂ جاوید" جلد چہارم ضخامت کے اعتبار سے ۶۲۸ صفحات پر مشتمل ہمدرد پریس دہلی سے ۱۹۲۶ء میں شائع ہوئی۔ اس جلد میں متخلص (س) سے (ش) تک ۴۲۱ شعرا کا تعارف اور نمونہ کلام (ص:۱ تا ۵۶۲) ملتا ہے۔ شعرا کے تراجم کی ابتدا قاضی غلام احمد عرف امداد میاں تخلص سابق اور اختتام مولوی محمد امین شعلہ کے ترجے پر ہوتا ہے۔ تراجم شعرا کے بعد (ص:۱ تا ۵۲) میں تقریظیں اور تاریخیں درج ہیں بعد ازاں از سر نو (ص:۱ تا ۱۱) پر متذکرہ شعرا کی فہرست درج ہے اور آخر میں صفحہ ۱۲ پر "صحت نامہ" موجود ہے۔ اس میں شامل مہاراجہ سرکشن پرشاد کی تقریظ پر یہ حاشیہ درج ہے:

"یہ تقریظ ۱۹۱۸ء میں موصول ہوئی تھی، جب کہ حصہ چہارم کے چھپنے کی تیاری ہو رہی تھی مگر کچھ ایسے حادثات پیش آتے

رہے کہ آٹھ برس بعد اس کی اشاعت کی نوبت آئی۔"(۴)

"خم خانۂ جاوید" جلد پنجم ضخامت کے اعتبار سے ۶۱۶ صفحات پر مشتمل علی پور روڈ دہلی سے ۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۴۰ء میں شائع ہوئی، مذکور جلد لالہ سری رام کی وفات کے بیس برس بعد پنڈت برج موہن کیفی دِتاتریہ نے شائع کروائی۔ ابتدائی صفحات (ص:۱تا۸) پر فاضل مرتب کا دیباچہ ہے جس میں تذکرہ نگار کے حالات زندگی اجمالاً پیش کیے گئے ہیں۔ بعد ازاں (ص:۱تا۱۲) ۶۴۷ اسمائے شعرا کی فہرست متخلص (ش) سے (ع) تک اور یہ (ع) بھی پورا نہیں ہے۔ یہی جلد صرف (ع) سے شروع ہوتے ہی ختم ہو جاتی ہے۔ شعرا کے تراجم کی ابتدا (ص:۱تا۶۰۰) منشی سید سلطان محمد شعلہ اور اختتام مرزا محمد ہادی عزیز لکھنوی پر ہوتا ہے۔ اس کے بعد "تمتہ ض" کے تحت سید ضامن علی جامن (ص:۶۰۴) پر اور "تمتہ ع" کے تحت سید محمد عسکری عرف کلو تخلص عرش اور خواجہ عبدالرؤف عشرت کے تراجم شامل ہیں (ص: ہذا نمبر ندارد) اور اس جلد کے آخر میں کوئی تقریظ یا تاریخ درج نہیں ہے۔ مذکور جلد پنجم کی تدوین و تالیف کے دوران ۱۹۳۰ء میں لالہ سری رام انتقال کر گئے۔ ان کے بعد ان کی وصیت کے مطابق ان کے عزیز ترین دوست برج موہن کیفی دتاتریہ بھرپور کاوشوں سے ۱۹۴۰ میں پانچویں جلد شائع ہوئی۔ اس جلد کے ساتھ ہی "خم خانۂ جاوید" کی اشاعت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور عام طور پر یہ سمجھ لیا گیا کہ اس کی بقایا جلدں کے مواد اگر کچھ تھا تو ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے موقع پر افراتفری کی نذر ہو کر خورد ہو چکا ہے لیکن حضرت تحقیق کار اس سے آگے کی جستجو میں برابر لگے رہے۔ لالہ سری رام کی رجسٹر کھنگالے گئے مختلف ذرائع سے پنڈت برج کیفی کی ملکیت مواد کی تلاش وبسیار کا نتیجہ جلد ششم کی شکل میں سامنے آیا۔ جس کی تالیف تدوین کے سلسلے میں فاضل مصنف کا یوں بیان ہے:

> "مجھے عرصہ سے اس خیال نے سرگرداں رکھا کہ "خم خانہ جاوید" کی شائع نہ ہو سکنے والی جلدوں کے مواد کا کہیں نہ کہیں سراغ ملنا چاہیے۔ یہ امر تو یقینی ہے کہ لالہ سری رام نے ایک ایک جلد کا مواد باری باری فراہم نہیں کیا تھا بل کہ متعدد تذکروں سے اردو شاعروں کے تراجم حاصل کر کے ان پر جدید اور معاصر شعرا مختصر سوانح اور نمونہ کلام کا اضافہ کرتے رہے تھے۔ ظاہر ہے اس ذخیرے میں وہ شعرا بھی شامل ہوں گے جن کے تخلص صرف "غ" اور اس کے بعد آنے والے حروف سے شروع ہوتے تھے۔ بل کہ پانچویں جلد میں تو "عزیز" تخلص رکھنے والے تمام شعرا بھی داخل نہ تھے گویا "ع" کا سلسلہ ابھی نصف تک پہنچا تھا، سوال یہ تھا کہ یہ فراہم شدہ مواد جو یقیناً پنڈت کیفی کی تحویل میں تھا تقسیم کے موقع پر کس شہر میں ہو سکتا ہے۔۔۔ اس غرض سے پنڈت جی کے بارے میں لکھے جانے والے مضامین کھنگالے لیکن بے سود حتیٰ کہ مالک رام صاحب نے اپنی تصنیف "وہ صورتیں الٰہی" میں کیفی پر جو مفصل مضمون لکھا ہے، اس میں "خم خانہ جاوید" کا سرے سے نام ہی نہیں لیا۔ اس طرف سے مایوس ہو کر بعض اہل علم حضرات سے خط وکتابت کی آخر جویندہ جویندہ کے مصداق کراچی سے محبی مشفق خواجہ صاحب نے اطلاع دی کہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں اس متاع گم شدہ کا کچھ حصہ موجود ہے۔ ساتھ ہی ان اجزائے پریشان کو مرتب کرنے کا مشورہ بھی دیا۔ چنانچہ یونی ورسٹی لائبریری کے ذخیرہ کیفی میں تلاش کرنے سے جو کچھ دستیاب ہوا وہ زیر نظر جلد کی صورت میں نذرِ قارئین ہے۔"(۵)

مرتب تذکرہ "خم خانۂ جاوید" (جلد ششم) کی تحقیق کے محاذ پر بڑی جرأت وہمت سے کام لے کر اپنے شوق بے پایاں اور روشن خیالی پر یقین رکھتے ہوئے اس ناپید نگارشات کو قابل توجہ بنا کر اصل حقائق کو واضح کیا۔ اس لحاظ سے جلد ششم "خم خانۂ جاوید" مرتب خورشید احمد خاں یوسفی ضخامت کے اعتبار سے ۵۵۶ صفحات پر مشتمل مقتدرہ قومی زبان نے جون ۱۹۹۰ء میں شائع کی۔ ابتدا میں (ص:۵ تا ۶) پر پیش لفظ میں ڈاکٹر جمیل جالبی کی تحریر جس میں مذکور تذکرہ کا پس منظر بیان کیا گیا ہے (ص:۷ تا ۳۵) میں فہرست اسمائے شعرا بہ لحاظ تخلص (ع) تا (ے) تک کا اندراج ہے اور (ص:۳۷ تا ۵۱) دیباچہ مصنف بہ عنوان "عرضِ مرتب" کے لیے وقف ہیں۔ اس سے اگلے دو صفحوں پر کیفی صاحب اور ادیب صاحب کی تحریروں کے قلمی عکس کا اندراج ہے۔ بعد ازاں از سر نو (ص:۱ تا ۴۹۸) شعرا کے احوال و آثار پر مشتمل ہیں (ص:۵۰۷ تا ۵۰۹) ایک ضمیمہ ہے جس میں سید ظفر احمد خاں مرحوم متخلص شاداں کے احوال و آثار اور انتخاب کلام کا اندراج ہے (ص:۵۱۲ تا ۵۴۲) تعلیقات اور آخر میں (ص:۵۴۳ تا ۵۴۴) "کتابیات" کا اندراج ہے۔

"خم خانۂ جاوید" کی مذکور تمام جلدیں ۳۵۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہیں اور یہ تذکرہ لالہ سری رام کی وفات کے سبب مکمل نہ ہو سکا۔ اس قدر ضخیم تذکرہ ہونے کے باوجود ہنوز ادھورا ہے۔ پیش نظر تذکرہ کی اس درجہ ضخامت بجائے خود اس بات کا ثبوت ہے کہ مؤلف کے پیش نظر ایک وسیع مقصد تھا اور حتیٰ الامکان کوشش کی گئی کہ ادنیٰ و اعلیٰ کی تفریق کیے بغیر اردو کے شاعری کے تمام خدمت گزاروں کے احوال یک جا ہو جائیں۔ اردو کے اولین تذکروں کا مقصد بھی یہی ہوتا تھا، چنانچہ میرؔ کے "نکات الشعرا" کے بعد جس قدر بھی تذکرے وجود میں آئے ان سب میں بعض ایسے شعرا بھی ملیں گے جنھیں تاریخِ ادب فراموش کر چکی ہے لیکن یہ ادب کی تاریخ کا مسئلہ ہے، تذکروں کا نہیں۔ تذکرے اور تاریخ کے مابین بیّن فرق ہے اور اس فرق کو پیشِ نظر رکھا جائے تو "خم خانۂ جاوید" پر بعض حضرات کے اس اعتراض کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی کہ مؤلف تذکرہ نے شعرا کے زیادہ سے زیادہ نام گنوائے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کا اعتراض میرؔ و مصحفیؔ یا میر حسنؔ اور کریم الدین احمد وغیرہ کے تذکروں پر بھی کیا جا سکتا ہے۔ ان تذکروں میں بھی متعدد ایسے شعرا ہیں جنھیں خود تذکرہ نگار 'مطلق جاہل' متصور کرتا ہے مگر تذکرہ نگاری کے آداب کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے وہ ان کم فہم شعرا کو نظر انداز نہ کر سکا۔ کم و بیش "خم خانۂ جاوید" کی صورتِ حال بھی یہی ہے۔ لالہ سری رام نے بیسویں صدی کے اوائل میں جو تذکرہ مرتب کیا، جبکہ ہمارا شعری ادب ایک طویل سفر طے کر چکا تھا۔ اس سفر میں کتنے مراحل پیش آئے اور کن کن شعرا نے اردو زبان کی ترویج و اشاعت میں اپنا خونِ جگر صرف کیا ان سب کا احوال مرتب کرنا یقیناً ایک بڑی اور قابلِ قدر بات ہے۔ اس تذکرے کے مطالعے میں اس پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس حوالے سے تسلیم احمد رضوی کی رائے اس طرح ہے:

> "سچ تو یہ ہے کہ اردو تذکروں میں یہ تذکرہ سب سے زیدہ مکمل ہے یہ ضرور کہنا پڑتا ہے کہ اس تذکرے میں ایسے بے شمار شاعروں کو شامل کر لیا گیا جن کو اگر شامل نہ کیا جاتا تو بہتر تھا۔ بھوپال سے تعلق رکھنے والے شعرا بھی اس میں دو سو کے قریب ملتے ہیں، جن میں سے اکثر ایسے ہیں جن کا شعرا کے زمرے میں شمار کرنا شاعری پر ظلم کرنا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے

کہ مصنف نے قدیم گلدستوں میں جہاں کسی شاعر کا نام دیکھا بغیر کسی تحقیق و تنقید کے اپنی کتاب میں شامل کر لیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ بھوپال قدیم کا ہر قابل ذکر شاعر اس میں مل جاتا ہے اور مجھے اس میں اکثر ایسے شعرا کا کلام بھی ملا جو کسی دوسری جگہ سے نہیں مل سکتا تھا۔"(۶)

جلد ششم کی ترتیب و تدوین میں شعرا کے احوال و آثار کے ضمن میں جو حقائق سامنے آئے ہیں ان کی ماقبل مصنف نے دیباچہ میں نشاندہی اس طرح کی ہے:

"ا۔ "ع" کے باقی ماندہ شعر "ع"، "ف" اور "ق" کے شعرا غائب ہیں۔

۲۔ اتفاق سے حرف "ف" کے جن شعرا کو تذکرے میں شامل کرنے کا ارادہ تھا ان کی ایک فہرست ان کاغذات میں موجود ہے میں نے اسے بھی زیر نظر جلد میں شامل کر لیا ہے۔

۳۔ ان مسودات میں حرف "ک" سے حرف "ی" تک کے شعرا کا تذکرہ ہے لیکن حرف "م" کے ذیل میں آنے والے شعرا جو یقیناً بڑی تعداد میں ہوں گے غیر حاضر ہیں۔

۴۔ کیفی صاحب نے تذکرے میں متعدد شعرا کا اضافہ کیا ہے ایسے بعض شعرا جلد پنجم یں بھی داخل کیے گئے تھے۔ زیر نظر جلد میں ان کی تعداد پندرہ سے زائد ہے۔ غیر حاضر حروف "ع"، "ف"، "ق"، "م" سے تعلق رکھنے والے شعرا غوث، فارغ، فدا، فرحت، قدیر، قمر، مہر۔"(۷)

جلد ششم کے ماسوائے (م) اسمائے شعرا فہرست میں (ک) سے تعلق رکھنے والے شعرا ۲۶۱ ہیں۔ پہلا شاعر کاتب (مرزا محمد علی) اور آخری کیفی (منشی چندر بھان)، (گ) سے تعلق رکھنے والے کل شعرا ۔۱۹ میں پہلا شاعر گرم (مرزا حیدر علی بیگ) اور آخری گہر (خورشید علی خان) ہیں، (ل) سے تعلق رکھنے والے کل شعرا ۔۱۱، پہلا شاعر لایق (منشی درگا پرشاد) اور آخری لیاقت (منشی لیاقت حسین)، (ن) سے تعلق رکھنے والے کل شعرا، ۱۶۶ ہیں پہلا شاعر ناجی (محمد شاکر) اور آخری نیرنگ (سید غلام بھیک)، (و) سے تعلق رکھنے والے کل شعرا، ۹۰ ہیں، پہلا شاعر واجد (سید واجد علی) اور آخری ویران (غلام رسول)، (ہ) سے تعلق رکھنے والے کل شعرا، ۵۰ ہیں۔ پہلا شاعر ہاتف (سید محمد زکی علی) اور آخری ہوشیار (منشی کیول رام) اور (ی) سے تعلق رکھنے والے کل شعرا، ۲۱ ہیں پہلا شاعر یاد خیر آبادی، نامعلوم الاسم، اور آخری یوسف (یوسف حسین خان)۔

مذکور تذکرہ جو چھ جلدوں کو محیط ہے، اب تک اردو میں سب سے بڑا تذکرہ اذکار میں چھوٹے بڑے، معروف اور غیر معروف شعرا کی تخصیص نہیں کی گئی، اکیسویں صدی میں راجستھان میں تحقیق کے ضمن میں کام کرنے والے محققین و ادب کے قارئین کی آسانی اور بہتر استفادے کے لیے شاہد احمد جمالی نے اپنے ذاتی کتب خانے سے "خم خانہ جاوید" کی مختلف جلدوں میں سے ان شعرا کو تلاش کیا جن کا تعلق راجستھان سے تھا۔ ان شعرا کے احوال و آثار کو یکجا کر کے "خم خانہ جاوید" میں راجستھان کے شعرا کو مرتب کیا۔ جس میں کم و

بیش ۹۰ شعرا کا ذکر ہے۔ شاہد احمد جمالی کا بیان راجستھانی شعرا کے "خم خانہ جاوید" میں ذکر کے حوالے سے اس طرح ہے:

"اس قدر بڑا تذکرہ ہونے کے باوجود ہنوز ادھورا ہے۔ راجستھان کے بہت سے مشہور شعرا اس تذکرے میں مذکور نہ ہو سکے۔ جیسے منشی پیتامبر پرشاد اختر اجمیری، یہ مؤرخ راجپوتانہ منشی دیبی پرشاد بشاش کے اکلوتے بیٹے اور مشہور صاحب دیوان شاعر تھے۔ مولانا محمد علی جویا، قتیل بہرسری، مولانا منظور احمد کوثر، وزیر بہرسری اور مرزا مائل دہلوی وغیرہ کا ذکر اس طویل تذکرے میں نہیں ہے۔ حالاں کہ لالہ جی کے معاصر یا ان سے پہلے کے جے پور اور جودپور کے شعرا کا ذکر تذکرہ شعرا جے پور مطبوعہ ۱۹۸۵ء اور بہار سخن یعنی تذکرہ شعرائے جودھپور مطبوعہ ۱۹۶۳ء میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح "حدیقہ راجستھان" یعنی تواریخ محمد آباد یعنی ٹونک، میں اصغر علی آبرو نے ٹونک کے متعدد شعرا کا ذکر تفصیل سے کر دیا تھا۔"(۸)

مذکور تذکرہ میں شعرا کے تراجم میں مختلف استعداد اور معیار کے شعرا کو شامل کیا گیا ہے۔ اس دور کے تمام شعرا جو اردو شعر و ادب کی خدمت کا جذبہ رکھتے تھے، انھیں تذکرہ کی زینت بنانے کی حیثیت سے فاضل مصنف نے فراخ دلی، ایمانداری اور ادب پروری کی نایاب مثال پیش کی ہے۔ ان سب شعرا کا احوال مرتب کرنا یقیناً ایک بہت بڑی قابل قدر بات ہے، اگرچہ شعرا کے سوانحی خاکوں میں زیادہ دل آویزی نہیں یا ان کی شخصیت کا حصہ کمزور ہے۔ تو اس کے لیے ابتداً چند مثالوں کا مطالعہ ضروری ہے:

خلیقؔ

شاعر شیریں زبان میر مستحسن خلیق دہلوی خلف ارشد میر غلام حسن مرحوم برادر خورد میر احسن خلق لکھنؤ اور فیض آباد میں تعلیم و تربیت پائی۔ ۱۶ برس کی عمر سے مشق سخن کا شوق دامن گیر ہوا، حسن خلق کی رعایت اسے خلیق تخلص اختیار کیا اور مصحفی کے شاگرد ہوئے۔ انھیں ایام میں مرزا تقی نے چاہا کہ فیض آباد میں شعر و سخن کا چرچہ ہو، مشاعرہ قائم ہو اور خواجہ حیدر علی آتش کو لکھنؤ سے بلوایا پہلے ہی جلسے میں میر خلیق نے غزل پڑھی اس کا مطلع یہ تھا:

مثل آئینہ ہے اس رشکِ قمر کا پہلو
صاف ادھر سے نظر آتا ہے اُدھر کا پہلو

آتش نے اپنی غزل پھاڑ ڈالی اور کہا کہ جب ایسا شخص یہاں موجود ہے تو میری کیا ضرورت ہے۔ بڑے پرگو تھے غزلیں بیچا کرتے تھے۔ اس پر بھی دیوان مکمل کر لیا تھا۔ مگر اسے رواج نہیں دیا، تمام عمر مرثیہ گوئی بسر کی۔ میر ضمیر اور مرزا فصیح مرثیہ وان کے ہم عصر تھے۔ میر خلیق کے ادائے کلام اور پڑھنے کی خوبی دیکھنے اور سننے کے قابل تھی۔ خوبی محاورہ اور لطف زبان جو ان کے مرثیوں میں پایا جاتا ہے۔ ان کے ہم عصروں کے کلام میں مفقود ہے۔ لکھنؤ میں ان کی اور ان کے تمام گھرانے کی زبان و محاورے کے لحاظ سے مستند سمجھی جاتی تھی۔(۹)

تشنہؔ

سید الطاف حسین تشنہؔ فرید آبادی پہلے الطاف تخلص کرتے تھے۔ اب تشنہ تخلص کرتے ہیں:

مرگِ تشنہ پہ اک جہاں رویا
اسی ظالم کی چشم تر نہ ہوئی

عاشقوں کے جان و دل پر پھر قیامت آگئی
پھر تمہاری چال سے فتنے بپا ہونے لگے(۱۰)

تصدقؔ

منشی تصدق حسین خاں ولد قاسم علی خاں باشندہ لکھنؤ مولوی محمد بخش شہید کے شاگرد تھے:

گویا ڈھلی ہے نور کے سانچے میں اے قمر
ہے شمع طور یا ہیں تمھاری کلائیاں
کہتے ہیں ناز سے یہ تصدق سے اپنے وہ
نازک ہیں شاخ گل سے ہماری کلائیاں(۱۱)

شاعرؔ

سخنور شیدا بیان، سحر زبان، شاعر جادو راز، آغا ظفر علی بیگ قزلباش دہلوی، قدرت کا منشا تھا کہ یہ شاعری کی دنیا میں نامور ہوں، شہرت پائیں، دلی کے فصیح محاورات، ٹکسالی زبان کو برتیں، طبیعت لڑکپن ہی سے چلبلی اور شوخ تھی، نواب احمد سعید خاں طالب کے فیض خدمت اور مرزا شجاع الدین خاں صاحب تاباں حوصلہ افزائی نے اس میں اور بھی چار چاند لگا دیے۔ شعر گوئی کے آغاز ہی سے انھوں نے دہلی میں اپنا علم استادی بلند کیا تھا اور ان کے ماننے والوں کی تعداد کافی تھی۔ طبع رواں کے جوہر، تغزل کی اصل شان، عاشق و معشوق کی گفتگو اور روز مرہ کے دل فریب اسلوب اور بے تکلفانہ محاورات جو داغ کی شاعری کا زبردست عنصر ہیں۔ آغا شاعر کے کلام میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ گو جذبات فطرت اور تخیل کی بلندی نے داغؔ کی شاعری کا زمانہ ختم کر دیا ہے مگر جب تک دنیا میں اردو زبان کا وجود رہے گا محاورات داغؔ زندہ رہیں گے۔ آپ نے ریاست جھالا واڑ سے ایک رسالہ آفتاب کے نام سے نکالا تھا، آپ مہاراجہ صاحب جھالا واڑ کے درباری شعرا میں دس برس سے منسلک ہیں۔ آپ نے فصیح اردو میں کلام مجید کا ترجمہ نظم کیا۔(۱۲)

کاملؔ

مرزا باقر علی خان کامل خلف اکبر نواب زین العابدین خان عارف غالب مرحوم نے ان کو اپنا متبنیٰ کر لیا تھا۔ نواب ضیاء الدین

احمد خان نیر رفتاں کے داماد تھے۔ عین عنفوان شباب میں بہ عمر 28 سال دق کے مرض سے انتقال کیا۔ غالب مرحوم کی قبر کے پہلو میں دفن ہوئے۔ سالک مرحوم نے جوان سے بہت انس رکھتے تھے، تاریخ کہی نوجوان باقر علی کان حیف ہے ۱۲۹۳ھ:

اٹھانے پڑیں گے نہ ساقی کے ناز
کہ پیر مغاں آشنا ہو گیا

کامل دعا کرو کہ پھر اگلی ہی شکل سے
ہم حال دل کہا کریں اور وہ سنا کریں(۱۳)

یہاں میرزا باقر علی خان کامل میں غالب نے ان کو اپنا متبنیٰ کر لیا اور غالب مرحوم کی قبر کے پہلو میں دفن ہوئے۔ لالہ سری رام کی ان فروگذاشتوں اور "خم خانہ جاوید" کے نقائص کی جانب "العصر" لکھنؤ کے تبصرہ نگار سید القلم، اور پروفیسر اکبر حیدری کاشمیری نے واضح اشارات اس طرح کیے ہیں:

"جہاں بہت سے معمولی شعرا کے لیے "ہزار داستان" کے صفحات میں جگہ نکالی گئی ہے وہاں دو چار ایسے سخنور بھی رہ گئے ہیں جن کا شمول تذکرے کی تکمیل کے لیے از بس ضروری تھا، مثلاً حسرت موہانی اسی طرح خواجہ احسن اللہ خاں، ثاقب مدیر، قتہ پارسی کا نام بھی کتاب سے خارج ہے۔ حسرت موہانی نے اپنے رسالے اردو معلیٰ میں "خم خانہ جاوید" جلد اول پر ریویو لکھتے ہوئے یہ شبہ ظاہر کیا تھا کہ جلد دوم میں بعض ادبی اختلاف کی بناء پر ثاقب کا نام عمداً نہیں رکھا گیا۔ اس وقت تک دوسری جلد شائع نہیں ہوئی تھی لیکن اب ان کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہیں اسی "افشائے راز" کے جرم میں جناب حسرتؔ شعرا کی پنچایت سے خود بھی خارج نہ کر دیے گئے ہوں گے۔ اگر واقعی ہی یہ فروگذاشتیں عمداً روا رکھی گئی ہیں تو ہمیں بے حد افسوس ہو گا کیوں کہ یہ فعل تذکرہ نگاری کے اصول کے بالکل مخالف ہے۔"(۱۴)

پروفیسر اکبر حیدری کاشمیری اسی سلسلے کو مزید بڑھاتے ہیں لکھتے ہیں:

"خم خانہ جاوید" میں کچھ فروگذاشتیں ضرور ہیں لیکن یہ بہت ہی محدود ہیں۔ لالہ جی نے جلد اول، صفحہ ۳۰۸ میں شاہ ولی الاحق محدث دہلوی کا ترجمہ لکھا ہے۔ اس میں چند فروگذاشتیں ہو گئی ہیں، اول تو شاہ صاحب کا اردو زبان میں شعر کہنا اور اشتیاق تخلص کرنا ثابت نہیں ہے۔ دوسرے ان کا وطن سرہند اور مجدد الف ثانی کی نسل سے ہونا اور فیروز شاہ کوٹلے میں سکونت پذیر ہونا بھی غلط معلوم ہوتا ہے۔ اردو کے مشہور شاعر ناطق و بیان یزدانی کو سید حسین فرقان کا شاگرد قرار دینا بھی درست نہیں ہے۔ بیان یزدانی اصل میں کسی کے شاگرد نہیں تھے۔ امیر احمد حسین فرقانی ان کے ماموں تھے اور یزدانی ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ جلد پنجم میں "لذت عشق" کو شوق لکھنوی کی مثنوی قرار دیا ہے، جو غلط ہے یہ شوق کی "بہار عشق"، "فریب عشق" اور "زہر عشق" کے ساتھ چھپی ہے اور ایک ہی جلد میں چاروں مثنویاں شامل کی گئی ہیں۔ اس لیے

کتاب کا عنوان "مثنویات شوق" رکھا گیا۔ اس کتاب کے دو ایڈیشن سالار جنگ میوزیم حیدر آباد اور ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد کے بے مثال کتب خانوں میں میری نظر سے گزرے ہیں۔ جناب سید مسعود حسین رضوی مرحوم کے کتب خانے میں "لذت عشق" کا پہلا مطبوعہ نسخہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۵ء کا موجود ہے، خود میرے کتب خانے میں اس کا قلمی نسخہ محفوظ ہے۔ دراصل مثنوی "لذت عشق" مرزا شوق کے بھانجے آغا حسن تخلص نظم کی تصنیف ہے، جیسا کہ مقطع سے بھی ثابت ہوتا ہے:

کرے نظم اب یہ کہاں تک بیاں
ہے کوتاہ عمر اور بڑی داستان (۱۵)

مختصر یہ کہ تذکرہ "خم خانۂ جاوید" بعض نقائص و معائب اور لالہ سری رام کی فروگذاشتوں سے قطع نظر جدید اردو زبان و ادب کی تاریخ میں ایک عظیم ادبی کارنامہ ہے، جو مستقبل کے لیے محققین کے لیے راہ نمائی کا درجہ رکھتا ہے۔ تاریخ ماضی کا آئینہ ہونے کے ساتھ ساتھ صدیوں پرانی ادبی روایت کا محافظ بھی ہے۔ لہٰذا تاریخ اردو ادب کا تسلیم شدہ زندہ و جاوید مذکور تذکرہ یقیناً اردو ادب کے دور حاضر کے محققین اسکالرز و قارئین کے لیے مفید، دل چسپ تحقیقی و تنقیدی ضرورتوں کو پورا کرتا دکھائی دیتا ہے۔

حوالہ جات

1. لالہ سری رام، خم خانہ جاوید، جلد ششم، مرتب: خورشید احمد خان یوسفی، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۰ء، ص: ۴۷۔۴۸
2. عبدالستار ردلوی، پروفیسر، ادبی اور لسانی تحقیق اصول اور طریقہ کار، بمبئی: بمبئی یونی ورسٹی شعبہ اردو، ۱۹۸۴ء، ص: ۲۰۸
3. لالہ سری رام، خم خانہ جاوید، جلد ششم، ص: ۳۸
4. ایضاً، ص: ۴
5. ایضاً، ص: ۴۴
6. سلیم احمد رضوی، ڈاکٹر، اردو ادب کی ترقی میں بھوپال کا حصہ، مرتب: ڈاکٹر رفعت سلطانہ، بھوپال: باب العلم پبلی کیشنز، ۱۹۶۵ء، ص: ۳۸۔۳۹
7. لالہ سری رام، خم خانہ جاوید، جلد ششم، ص: ۴۵
8. لالہ سری رام، خم خانہ جاوید، راجستھان کے شعرا، مرتب: شاہد احمد جمالی، جے پور: اردو ریسرچ اکیڈمی، ۲۰۱۴ء، ص: ۳
9. لالہ سری رام، خم خانہ جاوید، جلد سوم، ص: ۳۳
10. لالہ سری رام، خم خانہ جاوید، جلد دوم، ص: ۹۲
11. ایضاً، ص: ۹۳
12. لالہ سری رام، خم خانہ جاوید، جلد چہارم، ص: ۳۰۲۔۳۰۴

13. لالہ سری رام، خم خانہ جاوید، جلد ششم، ص:۵۵
14. اکبر حیدری، کاشمیری، پروفیسر، ماہنامہ: اجکل، نئی دہلی: دسمبر ۱۹۹۰ء، ص:۹۔۱۰
15. ایضاً، ص:۹